قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ النور

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ

یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں[۱۴]، وہ تمھارے ہی اندر کا ایک گروہ ہیں[۱۵]۔ تم

۱۴۔ یہ کس پر بہتان کا ذکر ہے؟ قرآن نے وضاحت نہیں کی، مگر روایتوں میں تصریح ہے کہ یہ اُس فتنے کی طرف اشارہ ہے جو غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر منافقین نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو متہم کرنے کے لیے برپا کیا تھا۔ اِس کی جو تفصیلات روایتوں میں بیان ہوئی ہیں، وہ تو بیش تر محل نظر ہیں، لیکن قرآن نے جس سیاق میں اور جس انداز سے اِس کا ذکر کیا ہے اور اِس کے مختلف کرداروں کی طرف جو اشارے کیے ہیں، اُن سے واضح ہے کہ معاملہ ایسی ہی کسی شخصیت پر تہمت کا ہے۔ چنانچہ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”تاریخ و سیرت کی کتابوں سے واقعے کی نوعیت صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنی مصطلق (واقع ۶ ہجری) سے مدینہ منورہ واپس ہو رہے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ایک الگ اونٹ پر ہم سفر تھیں۔ راستے میں فوج نے شب میں کہیں پڑاؤ ڈالا۔ فوج کے کوچ سے پہلے ام المومنین ضرورت سے باہر نکلیں۔ اتنے

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ج وَالَّذِيْ تَوَلّٰى

اِس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمھارے لیے بہتر ہے[16]۔ اِن میں سے ہر ایک نے جو گناہ کمایا

میں فوج کے کوچ کا حکم ہو گیا۔ قافلہ روانہ ہو گیا اور ساتھ ہی ام المومنین کا ساربان بھی یہ سمجھ کر روانہ ہو گیا کہ آپ اپنے ہودج میں سوار ہیں۔ ام المومنین جب جگہ پر واپس آئیں اور دیکھا کہ قافلہ روانہ ہو گیا تو شب میں اِس کے سوا اُنھیں کوئی اور تدبیر نظر نہیں آئی کہ وہیں ٹھیر جائیں تاآں کہ اللہ تعالیٰ کوئی راہ پیدا کرے۔ حضرت صفوان صحابی اِس خدمت پر مامور تھے کہ وہ قافلے کے پیچھے پیچھے چلیں تاکہ بھولی بسری چیزوں کا جائزہ لے سکیں۔ جب صبح کو وہ پڑاؤ کی جگہ پر پہنچے اور دیکھا کہ ام المومنین پیچھے رہ گئیں تو اُنھوں نے 'اِنَّا لِلّٰهِ' پڑھا۔ بالآخر اپنا اونٹ بٹھایا۔ ام المومنین اُس پر سوار ہو گئیں اور اُنھوں نے مہار پکڑ کر اونٹ کو قافلے سے جا ملایا۔ فوج کے کوچ و مقام کے دوران میں اِس قسم کے واقعے کا پیش آجانا کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے، لیکن منافقین نے اِسی ذرا سی بات کو ایک افسانہ بنا ڈالا۔'' (تدبر قرآن ۵/۳۸۲)

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قرآن نے لفظ 'اِفْك' ہی سے اِس کی تردید کر دی ہے، اِس لیے کہ 'اِفْك' کے معنی قطعی جھوٹ اور افترا کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا کہ واقعے کی نوعیت اور اُس کے مختلف کرداروں کا ذکر کیا جائے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت کے مخاطبین ہر چیز سے واقف تھے اور بعد والوں کے لیے اِس کی کوئی ضرورت نہ تھی کہ اُنھیں ایک بے ہودہ الزام کی تفصیلات سے واقف کرایا جائے۔

۱۵۔ یعنی بظاہر مسلمان اور تمھاری جماعت کے افراد ہیں، مگر حقیقت میں منافقین ہیں جو ہر وقت تاک میں رہتے ہیں کہ تمھیں نقصان پہنچانے کے لیے اِس طرح کا کوئی موقع ہاتھ آئے۔

۱۶۔ اِس میں بہتری کے کیا پہلو تھے؟ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''خیر کا ایک نمایاں پہلو تو اِس کے اندر یہی تھا کہ اِس کے ذریعے سے مسلمانوں کو اپنے اندر کے ایک مار آستین گروہ کو اچھی طرح پہچان لینے کا موقع مل گیا۔ اگر یہ موقع نہ پیدا ہوتا تو معلوم نہیں، اندر ہی اندر یہ سرطانی پھوڑا کیا شکل اختیار کرتا اور اِس سے کیا مفاسد ظہور میں آتے۔

دوسرا خیر کا پہلو اِس کے اندر یہ نکلا کہ مسلمانوں کے اندر جو بعض کمزوریاں دبی ہوئی تھیں، وہ اِس امتحان سے ابھر کر سامنے آگئیں اور بروقت اُن کی اصلاح و تدبیر ہو گئی۔ معاشرے کے تزکیے کے نقطۂ نظر سے اِس کی جو اہمیت ہے، وہ بالکل واضح ہے۔

كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾
لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا
هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾
لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾

ہے، وہ اُس کے حساب میں پڑے گا اور (اس فتنے کا بانی)، جس نے اُن میں سے اِس کا سب سے بڑا حصہ لیا ہے[17]، اُس کے لیے تو عذاب عظیم ہے۔۱۱

تم لوگوں نے جب یہ بات سنی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کے حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ ایک کھلا ہوا بہتان ہے[18]؟ ۱۲

یہ (الزام لگانے والے) اپنے الزام کے ثبوت میں چار گواہ کیوں نہ لائے[19]؟ پھر جب گواہ نہیں لائے تو اللہ کے نزدیک[20] یہی جھوٹے ہیں۔۱۳

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

تیسرا پہلو اِس میں خیر کا یہ ہے کہ اِس واقعے نے معاشرے کی اصلاح و تنظیم سے متعلق بہت سے احکام و ہدایات کے نزول کے لیے ایک نہایت ساز گار فضا پیدا کر دی۔ اگر اِس فضا کے پیدا ہوئے بغیر یہ احکام اترتے تو بہت سے لوگوں پر اِن کی حقیقی قدر و قیمت واضح نہ ہو سکتی۔‘‘ (تدبر قرآن ۵/ ۳۸۲)

۱۷۔ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارہ عبد اللہ بن ابی کی طرف ہے جو اِس سے پہلے بھی اِس طرح کے فتنے برپا کر چکا تھا۔

۱۸۔ یہ ہر مسلمان مرد و عورت کا حق ہے اور ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اُن کے اِس حق کا احترام کرے۔ چنانچہ جب تک دلیل سے ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس حسن ظن کا حق دار نہیں ہے، اُس وقت تک اُسے یہی کہنا چاہیے۔

۱۹۔ یہ اِس لیے فرمایا ہے کہ سورۂ نساء (۴) کی آیت ۱۵ میں زنا کی عادی عورتوں تک کے بارے میں یہی ہدایت کی گئی ہے۔

۲۰۔ یعنی اللہ کے قانون کے مطابق، ورنہ، ظاہر ہے کہ اللہ کے علم میں تو یہ الزام بجاے خود جھوٹا تھا اور قرائن

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ
فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ
عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾
يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

تم (مسلمانوں) پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس راستے پر تم چل نکلے تھے، اُس میں تم پر کوئی بڑا عذاب آ جاتا۔ ذرا خیال کرو، جب تم اِس کو اپنی زبانوں سے نقل در نقل کر رہے تھے[21] اور اپنے مونھوں سے وہ بات کہہ رہے تھے جس کا تمھیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اُس کو معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالاں کہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ تم نے اُس کو سنتے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات زبان پر لائیں؟ معاذ اللہ، یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ ۱۴-۱۶

اللہ تمھیں نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم مومن ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا[22]۔ اللہ تمھارے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے[23]۔ ۱۷-۱۸

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

صاف بتا رہے تھے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے، اُس کی سرے سے کوئی گنجایش ہی نہیں ہے۔

۲۱۔ یعنی نقد و درایت کے بغیر نقل در نقل کیے جا رہے تھے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ درایت کے بغیر روایت بعض اوقات کیسی سنگین غلطیوں کا باعث بن جاتی ہے۔

۲۲۔ اصل الفاظ ہیں: 'اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا'۔ یہ اگرچہ نہی ہے، لیکن 'اَنْ' کے بعد 'لا' نہیں آیا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ 'وَعْظ' اپنے مفہوم کے لحاظ سے اِس پر دلالت کرتا ہے۔

۲۳۔ اِس لیے وہی بہتر سمجھتا ہے کہ تمھاری اِس غلطی پر تمھیں کیا بتائے اور سکھائے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا
فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ
الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

اِس میں شبہ نہیں کہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بدکاری کا چرچا ہو[24]، اُن کے لیے دنیا میں بھی دردناک سزا ہے[25] اور آخرت میں بھی۔ اِن سب لوگوں کو اللہ جانتا ہے، مگر تم نہیں جانتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ رؤف و رحیم ہے تو اِس گناہ کی پاداش میں تم لوگوں پر بڑی آفت آجاتی[26]۔ ۱۹-۲۰

ایمان والو، شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو[27] اور (یاد رکھو کہ) جو شیطان کے نقش قدم پر چلے گا، وہ اپنے ہی کو برباد کرے گا، اِس لیے کہ وہ تو بے حیائی اور برائی ہی کا راستہ سجھاتا ہے۔ (تم دوسروں پر الزام لگاتے اور اپنے آپ کو بہت پاکیزہ سمجھتے ہو)؟ حقیقت یہ ہے کہ اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۲۴۔ یعنی عورتیں اور مرد، سب وہی کچھ کریں جس کی یہ تہمتیں گھڑ رہے ہیں تاکہ جو اخلاقی برتری اِس وقت مسلمانوں کو حاصل ہے، وہ جلد سے جلد ختم ہو جائے۔

۲۵۔ دنیا میں اِس لیے کہ وہ اِس جرم کا ارتکاب اللہ و رسول کی براہ راست حکومت میں کر رہے تھے اور قرآن کی رو سے یہ حرابہ ہے جس کی سزائیں اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ (۵) کی آیات ۳۳-۳۴ میں بیان کر دی ہیں۔

۲۶۔ یعنی خدا گرفت کرتا اور توبہ و اصلاح کی جو مہلت اِس وقت تمھیں دی جا رہی ہے، اُس کے بجائے اُس کا عذاب تم پر نازل ہو جاتا۔

۲۷۔ یہ اُس رویے کی طرف اشارہ ہے جو ایک صریح بہتان کی نقل و روایت کے معاملے میں اُن لوگوں نے اختیار کیا جو منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو گئے تھے۔

مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢١﴾

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ

تم پر نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی کبھی پاک نہ ہو سکتا۔ لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے، (اپنے قانون کے مطابق) پاک کر دیتا ہے[28] اور اللہ سمیع و علیم ہے[29]۔ ۲۱

تم میں سے جو لوگ صاحب فضل ہیں اور جن کو وسعت عطا ہوئی ہے[30]، وہ (اِس معاملے میں کسی کو ملوث دیکھ کر) اِس بات کی قسم نہ کھا بیٹھیں کہ اب وہ قرابت مندوں اور مسکینوں

۲۸۔ یہ نہایت لطیف تنبیہ ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"...جو لوگ دوسروں کے عزت و ناموس کے معاملے میں ہر قسم کی رطب و یابس باتیں بے پروائی سے قبول کر لیتے اور اُن کی بنا پر اُن سے بدگمانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اُن کا یہ رویہ غمازی کرتا ہے کہ وہ اپنے باب میں ضرورت سے زیادہ حسن ظن، بلکہ ایک قسم کے ادعاے تزکیہ میں مبتلا ہیں، خواہ اُن کو اپنے اِس باطن کا شعور ہو یا نہ ہو۔ اِسی مخفی چور سے یہاں اُن لوگوں کو آگاہ کیا ہے جنھوں نے ام المومنین کے باب میں دشمنوں کی اڑائی ہوئی افواہ کو بغیر کسی نکیر کے قبول کر لیا۔ فرمایا کہ ہر شخص یاد رکھے کہ جس کو بھی کوئی پاکی و پاکیزگی حاصل ہوتی ہے، محض اللہ کے فضل سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر اُس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو کوئی پاک نہیں ہو سکتا تو کسی کو اپنے تقویٰ و تزکیہ کا اتنا غرہ نہ ہونا چاہیے کہ وہ دوسروں کے معاملے میں ہر قسم کی باتیں بے تحقیق قبول کر لے۔"

(تدبر قرآن ۵/ ۳۸۷)

۲۹۔ مدعا یہ ہے کہ اِس طرح کا کوئی ادعا ہے تو متنبہ ہو جاؤ۔ تم میں سے کون پاکیزہ ہے اور کون آلودہ، خدا ہر ایک سے واقف ہے۔ اِس لیے کہ وہ تمھاری مخفی سے مخفی باتوں کو بھی سنتا اور جانتا ہے۔

۳۰۔ یہ الفاظ حق اور ذمہ داری کی یاددہانی کے لیے ہیں کہ غلطیاں کس سے نہیں ہوتیں، مگر جب تمھاری غلطیوں کے باوجود خدا نے تمھیں فضل و رزق سے نوازا ہے تو تمھارا رویہ بھی اِس سے مختلف نہیں ہونا چاہیے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَالۡمُهٰجِرِيۡنَ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۖ وَلۡيَـعۡفُوۡا وَلۡيَـصۡفَحُوۡا ؕ اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ
يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَـكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۲۲﴾
اِنَّ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ ۖ

اور خدا کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہ کریں گے[۳۱]۔ (نہیں، بلکہ) اُن کو چاہیے کہ بخش دیں اور درگذر سے کام لیں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو بخش دے؟ حقیقت یہ ہے کہ اللہ بخشنے والا ہے، اُس کی شفقت ابدی ہے[۳۲]۔ ۲۲

جو لوگ پاک دامن، بھولی بھالی[۳۳]، مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں[۳۴]، اُن پر دنیا اور آخرت،

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۳۱۔ یہ استحقاق کا بیان ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ضرورت مند اپنی ضرورت کی بنیاد پر مدد کے مستحق ہیں۔ اُنھیں محض اِس لیے اُن کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا کہ وہ دانستہ یا نادانستہ کسی غلطی کے مرتکب ہو گئے ہیں۔ روایتوں میں مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ کے خلاف طوفان اٹھانے والوں میں ایک نادار صحابی مسطح بن اثاثہ بھی تھے۔ یہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عزیز تھے۔ حضرت ابو بکر ان کی سرپرستی فرماتے تھے۔ آپ کو قدرتی طور پر مسطح بن اثاثہ کے رویے سے صدمہ ہوا اور آپ نے قسم کھالی کہ آیندہ مسطح کی کوئی مدد نہ کریں گے۔ اِسی قسم کے رویے کا اندیشہ دوسرے غیرت مند مسلمانوں سے بھی تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلا دی۔

۳۲۔ یہ بھی اُسی لطیف حقیقت کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"... جس طرح کسی کے باب میں محض افواہوں کی بنا پر بدگمانی میں مبتلا ہو جانا خود اپنے بارے میں ضرورت سے زیادہ حسن ظن، بلکہ ادعاے تزکیہ کی دلیل ہے، اُسی طرح کسی کی غلطی پر اُس سے درگذر نہ کرنا اور اُس کو اپنی سرپرستی سے محروم کر دینا اپنے آپ کو غلطیوں سے مبرا سمجھنے کے ہم معنی ہے، اگرچہ آدمی کو اپنے اِس مخفی خیال کا شعور نہ ہو۔ اِس پہلو سے غور کیجیے تو معلوم ہو گا کہ حکمت دین کے پہلو سے یہ دونوں غلطیاں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ اِسی وجہ سے اِن دونوں کا ذکر ایک ساتھ موزوں ہوا۔" (تدبر قرآن ۵/۳۸۸)

۳۳۔ یعنی سیدھی سادھی شریف عورتیں جو دنیا کے چھل فریب نہیں جانتیں۔ اِس میں ایک لطیف اشارہ اُس

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

دونوں میں لعنت کی گئی[۳۵] اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اُس دن، جب اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ پاؤں اُن کے مقابلے میں اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ وہ جس بدلے کے مستحق ہیں، اُس دن اللہ اُنھیں پورا دے دے گا اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے، وہ تمام حقائق کو کھول دینے والا ہے۔ ۲۳-۲۵

اُس دن خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے ہوں گی اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے۔ اِسی طرح پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے ہوں گی اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لیے[۳۶]۔ وہ اُن باتوں سے بری ہوں گے جو یہ لوگ (اُن کے بارے میں) کہتے ہیں۔ اُن کے لیے وہاں مغفرت

طیبہ وطاہرہ کی طرف بھی ہے جس پر بہتان کا ذکر پیچھے ہوا ہے۔

۳۴۔ اصل میں 'یَرْمُوْنَ' کا لفظ آیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

"...یہاں 'غٰفِلٰت' پر تہمت لگانے کے لیے اِس لفظ کے استعمال میں ایک خاص بلاغت ہے۔ اِس کے اندر یہ کنایہ ہے کہ جو لوگ بھولی بھالی پاک دامن بیبیوں پر تہمت لگاتے ہیں، وہ گویا سوتے میں اُن کو اپنی تیراندازی کا ہدف بناتے ہیں۔" (تدبر قرآن ۳۸۹/۵)

۳۵۔ یہ اِسی لعنت کا نتیجہ تھا کہ آخرت سے پہلے یہ اِسی دنیا میں رسوا ہو کر رہ گئے اور سرزمین عرب سے اِن کا یک قلم خاتمہ ہو گیا۔ قرآن نے جگہ جگہ بتایا ہے کہ رسولوں کی طرف سے براہ راست اتمام حجت کے بعد اُن کے منکرین کے لیے یہی سنت الٰہی ہے۔

۳۶۔ یہ وہی بات ہے جو سورۂ تکویر (۸۱) کی آیت ۷ میں 'اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ' کے الفاظ میں بیان ہوئی

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾

ہے اور عزت کی روزی ہے[۳۷]۔ ۲۶

ہے کہ لوگوں کے جوڑ اُس دن ایمان و اخلاق کے لحاظ سے بندھیں گے۔

۳۷۔ یہ ایک جامع تعبیر ہے جو قرآن میں آخرت کی تمام نعمتوں کے لیے اختیار کی گئی ہے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org